

سرکاری رپورٹ

بلوچستان صوبائی اسمبلی

دسویں اسمبلی راٹھائیسواں اجلاس

مباحثات 2016ء

﴿اجلاس منعقد 12 مئی 2016ء بمطابق 4 شعبان 1437 ہجری، بروز جمعرات﴾

صفحہ نمبر	مندرجات	نمبر شمار
1	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	1
2	دعائے مغفرت۔	2
5	رخصت کی درخواستیں۔	3
6	مشترکہ قرارداد نمبر 101 منجانب محترمہ کشور احمد جنگ، محترمہ ثمنینہ خان، محترمہ سپوٹو مئی اچکزئی، محترمہ معصومہ حیات، محترمہ راحت جمالی، محترمہ یاسمین لہڑی، محترمہ ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ، محترمہ شاہدہ رؤف، محترمہ عارفہ صدیق اور محترمہ حسن بانور خٹانی۔	4

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 12 مئی 2016ء بمطابق 4 شعبان 1437 ہجری، بروز جمعرات، بوقت سہ پہر 04 بجکر 35 منٹ پریزیدنٹ اسپیکر، محترمہ راحیلہ حمید خان درانی، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کونینہ میں منعقد ہوا۔
 راحیلہ حمید خان درانی (میڈم اسپیکر):۔ السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

فَكَيْفَ إِذَا جَمَعْتَهُمْ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ قَفِ وَوَقَّيْتُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝ قُلِ
 اللَّهُمَّ مَلِكَ الْمَلِكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ ز وَتُعْزِزُ مَنْ تَشَاءُ
 وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ ط بِيَدِكَ الْخَيْرُ ط إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ ط

﴿پارہ نمبر ۳ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۵ تا ۲۶﴾

ترجمہ: پس کیا حال ہوگا جبکہ ہم انہیں اس دن جمع کر دیں گے؟ جس کے آنے میں کوئی شک نہیں اور ہر شخص اپنا اپنا
 کیا پورا پورا دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا۔ آپ کہہ دیجئے اے اللہ! اے تمام جہان کے مالک! تو جسے
 چاہے بادشاہی دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے اور تو جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے
 ، تیرے ہی ہاتھ میں سب بھلائیاں ہیں، بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

راحیلہ حمید خان درانی (میڈم اسپیکر):۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ وقفہ سوالات۔
 مولانا عبدالواسع (قائد حزب اختلاف):۔ وہ پولیس والے جو دھماکے میں شہید ہوئے تھے۔ اُن
 کیلئے دعا پڑھی جائے۔

(دعاے مغفرت کی گئی)۔

راحیلہ حمید خان درانی (میڈم اسپیکر):۔ جی نصر اللہ زیرے صاحب point of order پر ہیں۔
 نصر اللہ خان زیرے:۔ point of order۔ میڈم اسپیکر صاحبہ! میں point of order پر
 ہوں۔

میڈم اسپیکر:۔ زمرک خان صاحب پہلے انہیں پوائنٹ آف آرڈر لینے دیں پھر میں آپ کی بات سن
 لیتی ہوں۔

نصر اللہ خان زیرے:۔ میڈم اسپیکر! آج 12 مئی ہے 2007ء کو جب اُس وقت کے جو چیف
 جسٹس تھے وہ جب کراچی آرہے تھے تو اُن پر اُس وقت گولیاں برسائی گئیں، جب اُنکے استقبال کیلئے لوگ
 جارہے تھے تو 12 مئی کو اُس جلوس پر فائرنگ کی گئی۔ جس کے اوپر آج اُنکی برسی کا دن ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ
 آج ہمیں اُن 52 شہداء کو خراج عقیدت پیش کرنا چاہیے جنہوں نے اس ملک میں جمہوریت کیلئے، عدلیہ کی
 آزادی کیلئے انہوں نے اپنے سروں کا نذرانہ پیش کیا۔ یقیناً میڈم اسپیکر! 12 مئی کو ایم کیو ایم کے فاسد
 دہشتگروں نے اُن سیاسی پارٹیوں کے کارکنوں پر، اُن وکلاء پر جس طرح گولیاں چلائی ہیں وہ ہمارے تاریخ کا
 ایک بد نما اور ایک سیاہ دن ہے۔ آج یہ اسمبلی، آج یہ جمہوریت اُن شہداء کیلئے ہیں جن شہداء نے 12 مئی
 2007ء کو کراچی میں اپنے سروں کا نذرانہ پیش کیا۔ میڈم اسپیکر! آج اُن شہداء کی یاد ہمیں ہر حال میں منانی
 چاہیے۔ میڈم اسپیکر! میں اس ایوان کی توسط وفاقی حکومت سے اور صوبائی حکومت سے مطالبہ کروں گا کہ 12
 مئی 2007ء کے اُن عظیم شہداء کو اُنکے لازوال قربانیوں کو اُن شہداء کے۔۔۔ (مداخلت۔ شور)۔

میڈم اسپیکر:۔ نصر اللہ زیرے! آپ اپنا مختصر کریں پوائنٹ آف آرڈر پر آپ تقریر نہ کریں۔

نصر اللہ خان زیرے:۔ میڈم اسپیکر! یقیناً آج ہمیں اُن عظیم شہداء کی یاد آنی چاہیے اور میں اپوزیشن

سے کہوں گا کہ آج 12 مئی کا دن ہے اُن شہداء کا دن ہے۔ آج یہ اپنی کرپشن کی خاطر۔۔۔ (مداخلت۔ شور)۔
 میڈم اسپیکر:- نصر اللہ زیرے صاحب! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر نہ کریں۔ بیٹھ جائیں پلیز۔
 شکر یہ۔ زمرک خان صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ آپ اپنا احتجاج ریکارڈ کرا چکے ہیں۔ پلیز تشریف
 رکھیں۔۔۔ (مداخلت۔ شور)۔ مولانا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ پلیز پہلے مجھے کارروائی کرنے دیں وقفہ
 سوالات ہیں اس وقت۔ یہ سوالات بھی آپ لوگوں کی ہی ہیں۔ مجھے وقفہ سوالات کرنے دیں۔ آپ تشریف
 رکھیں۔

مولانا عبدالواسع (قائد حزب اختلاف):- میڈم اسپیکر! ہمارے بڑے اور اکابرین۔ اور جان
 جمالی صاحب اور تمام سیاسی پارٹیوں کے اور یہاں معزز اراکین کے ہم بہت زیادہ احترام کرتے ہیں۔ لیکن ساتھ
 ہی ساتھ میڈم صاحبہ! ہم نہیں چاہتے ہیں کہ اس ہاؤس کے اور یہاں اسکی تہذیب اور یہاں کی روایات پر کوئی زد
 آجائے۔ لیکن مجبوری یہ ہے میں نواب ثناء اللہ صاحب سے یہی گزارش کرتا ہوں وہاں جو گزارش کی۔ ایک ایسی
 صورتحال ہے کہ مسئلہ صرف ہمارا نہیں ہے کہ یا زمرک خان کے گھر سے یا واسیج کے گھر سے یا سردار عبدالرحمن
 کے گھر کا مسئلہ ہے۔ بلوچستان کا ایک ایسا مسئلہ ہے اور اس ہاؤس میں اگر اس وقت اس مسئلے پر بھی کوئی چشم پوشی
 ہو جائے یا اس طرح کوئی دراندازی ہو جائے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ آئندہ تو میں ہمیں معاف نہیں کریں گی کیونکہ
 میڈم صاحبہ! آپ کو۔۔۔

میڈم اسپیکر:- مولانا صاحب! آپ یہ بات کر چکے ہیں۔

قائد حزب اختلاف:- میں ان دو باتوں پر جو نواب صاحب والے ہیں ایسے میں میں اس کا جواب
 دوں۔ جو ریکورڈ والا معاملہ کتنا سنجیدہ معاملہ ہمارے سامنے سے گزر گیا۔ اور ابھی یہ معاملہ جب آ گیا۔ آئندہ
 ایک دو دنوں میں اور معاملات قریب آ رہے ہیں۔ اور کل جو یہ مسئلہ ہو گیا یہ نوڈ والا مسئلہ جو انہوں نے فیصلہ کر لیا۔
 میں نہیں سمجھتا ہوں۔ میں نواب صاحب سے بھی یہی کہتا ہوں کہ بیورو کریسی آپ سے کس طرح فیصلے کروائینگے
 اور اتنے اربوں کے بیک جنبش قلم سب خراب ڈیکلیر کیئے گئے ہیں میں سمجھتا ہوں ایک اور اسکینڈل میں
 آجائیگا۔ تو اس سلسلے میں ہماری گزارش یہ ہے سب وزراء کا ہم احترام کرتے ہیں لیکن سب وزراء کو ہم نہ کر پٹ
 نہ چور کہتے ہیں بلکہ معزز ہر ایک عوامی نمائندہ ہے۔ لیکن انکے اندر یہ معاملہ گم ہیں ہم کس پر ہاتھ رکھیں؟۔ لہذا
 ہماری ریکوریسٹ یہ ہے کہ دو مہینے، تین مہینے کیلئے معاملہ اوپن ہو جائے اداروں کیلئے اور تحقیقات کیلئے معاملہ اوپن

ہو جائیں گے۔

میڈم اسپیکر:- مولانا صاحب! تحقیقات تو ہو رہی ہیں۔

قائد حزب اختلاف:- اور وہ جو مجرم ہیں وہ سامنے آ جائیں گے۔ اور اسکے بعد پیسہ recover ہو

جائے گا اس کے بعد وہ اپنی وزارتیں کرتے رہیں گے۔ ہم نہ وزارتیں چاہتے ہیں، نہ ہم انکی سیٹیں چاہتے ہیں وہ وزارتیں اپنی پارٹی کے لوگوں کو دیں۔ ہمارا اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن ہم چاہتے ہیں اور یہ مناسب عمل بھی ہے، ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ سیاسی جماعتیں ہیں، وہ خود ایک سائیڈ پر ہو جاتے۔ اور وہ چیف منسٹر جیسے کہ ڈاکٹر مالک صاحب نے اس دن کہہ دیا کہ میں اپنے آپ کو احتساب کیلئے پیش کرونگا۔ احتساب کیلئے ماحول تو بھی بنانا پڑیگا۔ ان کی recovery کیلئے ماحول تو بھی بنانا پڑیگا۔ ایسے الفاظ کی حد تک تو پیش نہیں ہونا ہے۔ لہذا ان کا سیاسی ایک role ہے کردار ہے۔ وہ اپنے آپ کو دو مہینے کیلئے کم از کم تین مہینے کیلئے وہ وزارتیں انہیں کے لوگوں کی ہوں وہ نواب ثناء اللہ صاحب اپنا کیبنٹ بنا دیں۔ لیکن ہمارا ایک serious-issue ہے، ایک genuine-case ہے اور بلوچستان کی عوام کا ہے اور یہ ان لوگوں کے جو ان لوگوں کا ایجنڈا بھی یہی تھا کہ فری کرپشن بلوچستان اور یہاں امن امان قائم رکھنا۔ اور میرٹ بحال رکھنا لیکن اب کن مسائل پر یہاں جب خرابی پیدا ہوگئی تو ظاہر ہے شاید کوئی بھی منسٹر اس میں نہ آجائے۔ بیورو کریسی کے گھروں سے سارے پیسے برآمد ہو جائیں گے۔ تو ہم خوش ہیں کہ ان کی سیاست بھی ہوگی۔

میڈم اسپیکر:- دیکھیں مولانا صاحب! آپ اسمبلی کی کارروائی کو خراب کر رہے ہیں۔۔۔ (مداخلت۔ شور)۔ آپ ان سے ویسے ہی بات کر لیں۔

قائد حزب اختلاف:- جب تک ایسی طرح صورت حال ہو۔ اس وقت تک میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری احتجاج ہے اور وہ ہمارے ساتھ تعاون کر لیں اور اس پر ہماری مدد کر لیں اور ہمارے لئے اور ان بلوچستان کے پیسوں کو recover کرنے کیلئے ماحول مہیا کیا جائے تاکہ بلوچستان کے چالیس ارب روپے اگر آگئے تو انکے بھی بچے ہیں ان کے ڈسٹرکٹس بھی ہیں انکی عوام بھی ہے یہ سارے انکی عوام ہے۔ وہاں ان کیلئے ترقیاتی کام شروع ہو جائیں گے اور سفر شروع ہو جائیں گے۔ جیسے کہ ڈھائی سالوں سے سفر رک گئی۔ میڈم اسپیکر صاحبہ! کوئی کام نہیں ہو رہا ہے۔ وہاں کے علاقوں میں۔ جب رییسٹن گورنمنٹ ختم ہوگئی تو اس کے بعد ہم سمجھتے ہیں کہ جیسے کہ قیامت آگئی۔ جہاں روڈز کے کام ہو رہے تھے کنگننگ ہو رہی تھی اور کنگننگ پر وہ رک گئے۔ اگر روڈز

ڈالے گئے تھے تو وہاں پر لک نہیں ڈالا گیا ہے۔ اگر کوئی کھبے لگ گئے ہیں تو وہاں تاریں اُسے نہیں ڈالے گئے ہیں۔ یعنی اس طرح ہو گیا کہ جیسے کہ وہ عوامی گورنمنٹ ختم ہو گئی جیسے کہ قیامت آگئی سارا معاملات رُک گئے۔ محسوس نہیں ہو رہی تھی کہ کیا ہو رہا ہے۔ ابھی معلوم ہو گیا کہ پیسہ مل گیا، ایک نشان مل گیا۔ اب نشان ہمارے لئے مل گیا ایک ارب روپے کا۔ جب ایک ارب مل گئے تو شاید ایک ارب میری معلومات ہیں کہ آج بھی پچھتر کروڑ روپے کہیں سے ریکور ہو گئے۔ کل یا شاید پوسوں پھر آ جائیں گے۔ کل ایک ڈھائی ارب روپے کا اور بھی آ رہا ہے۔ وہ بھی انشاء اللہ اگر ہمارے اسی طرح ایک دوسرے کیساتھ تعاون ہو تو ریکور ہو جائیں گے آہستہ آہستہ۔ چالیس ارب تک جب ہمارا معاملہ اور سب ادھر سامنے آ گئے۔

میڈم اسپیکر:- اُس کیلئے عدالت ہے مولانا صاحب۔

قائد حزب اختلاف:- تو پھر وہ ہمارے بھائی ہیں، وہ اپنی وزارتیں کر لیں اپنی حکومت کر لیں۔ لہذا ہم اُن سے تعاون چاہتے ہیں۔ اور ہم اُن سے مطالبہ کرتے ہیں بہت احترام کے ساتھ کہ وزراء مستعفی ہو جائیں، چیف منسٹر کو موقع دے دیا جائے اور وہ اپنا کامینہ تشکیل دے۔

میڈم اسپیکر:- وقفہ سوالات۔ سردار محمد اختر مینگل صاحب اپنا سوال نمبر 225 دریافت فرمائیں۔ سردار اختر مینگل صاحب تشریف نہیں لائے۔ ان کا سوال ریکارڈ کا حصہ بنایا جائے۔ سردار عبدالرحمن کھیتراں صاحب! اپنا سوال نمبر 246 دریافت فرمائیں۔ سردار صاحب سوال تو پوچھ لیں۔ انجینئر زمر خان اچکزئی! اپنا سوال نمبر 274 دریافت فرمائیں۔ کیونکہ دونوں حضرات وہ بائیکاٹ پر چلے گئے ہیں۔ تو میں یہ ایسے کہوں گی کہ اگر ٹریڈری پیپرز سے کوئی اراکین جا کر کے کیونکہ یہ ہماری روایت رہی ہے۔ ہم اُسکو کریں گے۔ یہ نہیں ہے اپوزیشن کے بغیر کہ ہم کارروائی چلائیں۔ لیکن بہر حال کچھ اراکین اگر جا کر کے اُنکو منا کر کے لے آئیں تو بہتر ہوگی۔ وقفہ سوالات ختم۔ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

محمد اعظم داوی (سیکرٹری اسمبلی):- میر رحمت صالح بلوچ صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف اپنے حلقہ انتخاب کے دورے کے جانے کی بناء آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

میڈم اسپیکر:- سوال یہ ہے کہ رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی:- میر حمل کلمتی صاحب نے اپنے حلقہ انتخاب کے دورے کے پر ہونے کی بناء آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

میڈم اسپیکر:- سوال یہ ہے کہ رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔
سیکرٹری اسمبلی:- جناب طارق مگسی نے اپنے حلقہ انتخاب کے دورے پر جانے کی بناء آج کی نشست سے
رخصت منظور کرنے کی درخواست گزاری ہے۔

میڈم اسپیکر:- سوال یہ ہے کہ رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔ رخصت منظور ہوئی۔ انجینئر زمرک
خان اچکزئی صاحب! آپ اپنی قرارداد نمبر 98 پیش کریں۔ انجینئر زمرک خان صاحب بائیکاٹ پر ہیں، تو یہ
میں اسکو deffer کرتی ہوں۔ کیونکہ یہ بہت important قرارداد ہے۔ مولانا عبدالواسع صاحب!
آپ اپنی قرارداد نمبر 99 پیش کریں۔ مولانا صاحب بھی تشریف نہیں رکھتے۔ تو انکی قرارداد بھی deffer کی
جاتی ہے۔

میر عبدالکریم نوشیروانی:- میڈم اسپیکر صاحبہ۔

میڈم اسپیکر:- جی جی بولیں۔

میر عبدالکریم نوشیروانی:- بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ پاکستان ہماری جان ہے، سب سے پہلے پاکستان
ہے۔ میں اپیل کرتا ہوں صحافی برادری سے کہ میرا شعر جو ہے ناں highlight کریں، یہ آخری شعر ہے
کیونکہ میں داد دیتا ہوں میڈم اسپیکر صاحبہ کو کہ اُس نے سودن پورے کر دیئے ہیں۔ یہ تاریخی سمجھ گیا کارنامہ ہے
میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ ”مجھے اپنوں نے مارا۔ مجھے اپنوں نے لُٹا تو غیروں نے دیکھا۔ جہاں اسپیکر
صاحبہ! میری کشتی ڈوبی، وہاں پانی ہی کم تھا۔ مجھے غیروں نے لُٹا اپنوں نے دیکھا۔ جہاں ہماری کشتی ڈوبی وہاں
پانی ہی کم تھا۔ والسلام۔

میڈم اسپیکر:- محترمہ کشور احمد جنگ صاحبہ، محترمہ ثمنہ خان صاحبہ، محترمہ سپوٹس می اچکزئی صاحبہ، محترمہ
معصومہ حیات صاحبہ، محترمہ راحت جمالی صاحبہ، محترمہ یاسمین لہڑی صاحبہ، محترمہ ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ صاحبہ،
محترمہ شاہدہ رؤف صاحبہ، محترمہ عارفہ صدیق صاحبہ اور محترمہ حسن بانو رخشانی صاحبہ اراکین صوبائی اسمبلی میں سے
کوئی ایک محرک اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 101 پیش کریں۔

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ:- thank you میڈم اسپیکر صاحبہ! مشترکہ قرارداد نمبر 101۔ ہر گاہ کہ اس

حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ صوبہ بلوچستان جو رقبہ کے لحاظ سے ملک کا سب سے بڑا، پسماندہ اور دُور دراز
علاقوں پر محیط ہے۔ نیز عوام کی بیشتر آبادی پسماندگی اور غربت کا شکار ہیں۔ دوسری جانب ماہ رمضان المبارک کی

آمد آمد ہے۔ اس طرح یہ حکومت کی بنیادی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ صوبے کے غریب عوام کو اس مقدس اور بابرکت ماہ میں ریلیف فراہم کرنے کیلئے مفت رمضان ریلیف پیکیج دے۔ یہ ایوان صوبائی حکومت سفارش کرتی ہے کہ وہ صوبے کے غریب عوام کیلئے مفت رمضان ریلیف پیکیج کے اہتمام کو یقینی بنائے تاکہ صوبے کے غریب عوام اس سے مستفید ہو سکیں۔

میڈم اسپیکر:- مشترکہ قرارداد نمبر 101 پیش ہوئی۔ کیا محرکین اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 101 کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے۔

ڈاکٹر شیخ اسحاق بلوچ:- شکر یہ میڈم اسپیکر۔ جس طرح میڈم اسپیکر! جب ہم باہر جاتے ہیں U.K. جاتے ہیں تو وہاں پر ہم دیکھتے ہیں کہ جب ایئر آتا ہے کیونکہ یہ خود مجھے دیکھنے کا موقع ملا اور مجھے بڑی حیرانگی ہوئی پھر میں نے ان کا جو ہے موازنہ کیا اپنے ملک سے پھر اپنے صوبے سے۔ تو وہاں پر ایئر کے آتے ہی مہنگا ہی جو ہے ختم ہو جاتی ہے۔ اور لوگوں کو سستی چیزیں مہیا کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ بعض جگہوں پر تو میں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ لوگ اپنا گھر کا سامان باہر گھروں کے آگے رکھ دیتے ہیں دکاندار جو ہیں وہ اپنے دکانوں کے آگے رکھ دیتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ جتنا ہو سکے اس مہینے اپنے لوگوں کو ہم سستی چیزیں اور اچھی چیزیں ہم انکو دے سکیں۔ لیکن بدبختی میں سمجھتی ہوں کہ ہمارے اس ملک کی ہے۔ جیسے ہی رمضان شروع ہو جاتا ہے یا رمضان کی آمد آمد ہونے لگتی ہے پندرہ دن پہلے ہی مہنگائی شروع ہو جاتی ہے۔ ایک غریب شخص یا سرکاری ملازم جس کی تنخواہ میں سمجھتی ہوں کہ چودہ ہزار یا پندرہ ہزار ہے، جس کے گھر میں چار، پانچ بچے ہیں اب وہ یہ رمضان کے مہینے میں گوشت کا تو وہ تصور نہیں کر سکتا دالیں جو ہیں وہ بھی اب مہنگی ہو گئی ہیں۔ اب وہ یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ ہم کیا گھاس کھائیں بکریوں کی طرح۔ تو میں یہ سمجھتی ہوں کہ جب باہر کی ملکوں میں اور پوری دنیا میں ایسا ہوتا ہے کہ جب کوئی خوشی کا موقع آتا ہے یا ان کی عید آتی ہے تو جب وہاں پر چیزیں سستی کی جاتی ہیں اور ان کو ایک پیکیج دیا جاتا ہے لیکن اگر ہم اُس کو بھی یہاں پر implement کر دیں اور اپنے عوام کو ہم، میں یہ سمجھتی ہوں میڈم اسپیکر صاحبہ جب بھی رمضان آنے لگتی ہے یا عید آنے لگتی ہے ہم اس سے پہلے ہمیشہ سے ایک ایسی تحریک اور قرارداد جمع کرواتے رہے ہیں۔ 2002ء میں بھی جب میں یہاں پر ایم پی اے تھی تب بھی میں نے اس قسم کی قرارداد جمع کروائی تھی لیکن اس پر آج تک عملدرآمد نہیں ہو سکا۔ تو میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ ایسی تقریر تو میں بار بار کر چکی ہوں لیکن اگر اس پر عملدرآمد ہو جائے اور لوگوں کو جو ہے یہ پیکیج دیا جائے اور اس صوبے میں

اگر پہلی بار ایسا ہو جائے کہ چیزیں سستی فراہم ہو جائیں اور لوگوں کی پہنچ کے قریب ہو جائے کہ ایک غریب جو شخص ہے جو سرکاری ملازم ہے وہ بھی گوشت کھا سکے رمضان کے مہینے میں۔ وہ بھی اپنے بچوں کو اچھی افطاری دے سکیں اس رمضان کے مہینے میں۔ کیونکہ جب آپ دوسروں کے گھروں میں دسترخوان لگے ہوئے دیکھتے ہیں تو اپنے آس پاس جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو کتنے لوگ بھوکے ہوتے ہیں کتنے بچے بھوکے ہوتے ہیں وہ بچے تو کچرے میں سے سب چُن کر کے کھا رہے ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ بھی ہیں جو کہ کہتے ہیں کہ وہ صرف ان لوگوں کو دیکھ رہے ہوتے ہیں کہ جو شاید اب افطاری کا بچا کچا سامان اُن تک پہنچادیں۔ تو اگر یہ چیزیں نہیں ہونگی مہنگائی کچھ کم ہوگی اور یہ ریلیف ان کو مل جائیگا تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ ہمارے اس بلوچستان کے صوبے کے لئے ایک انتہائی مؤثر اقدام ہوگا۔

میڈم اسپیکر:- جی کشور جنگ صاحبہ۔

کشور احمد جنگ:- بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ چونکہ رمضان کی آمد آمد ہے اس لحاظ سے یہ ہماری قرارداد آئی ہے تو بلوچستان چونکہ رقبے کے لحاظ سے واقعی بہت بڑا صوبہ ہے ہمارا لیکن پسماندگی کے لحاظ سے یہ ترقی کی طرف ابھی گا مزن ہے۔ اگرچہ دوسرے صوبوں کی نسبت یہاں پر ترقی میں تھوڑی سی کمی ہے۔ لیکن یہ ہے کہ ٹیلنٹ کی کمی نہیں ہے یہاں پر۔ چونکہ یہاں پر ہمارے جو لوگ ہیں رمضان کے بہت پابند ہیں روزہ رکھنے کی اور پھر رمضان کی آمد شروع ہونے سے ہی مہنگا ہی عروج پر چڑھ جاتی ہے جس کی وجہ سے ہمارے لوگ پریشان ہوتے ہیں تو اس سلسلے میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ جب رمضان کی آمد ہو تو کچھ ایسا پیکیج ہمیں بنانا چاہیے تاکہ لوگ سہولت سے اور سکھ سے رہ سکیں ناں کہ اس مہینے کو اپنے لئے عذاب سمجھیں۔ چونکہ رمضان جو ہے وہ برکتوں کا مہینہ ہے اور اس میں اللہ کی برکتیں نازل ہوتی ہیں تو اگر ہم اس ثواب میں کار ثواب میں ہم بھی شریک ہوں کچھ ایسا ریلیف دیں عوام کو کہ عوام جو ہے وہ بجائے اس مہینے کو عذاب نہ سمجھیں بلکہ اپنے لئے ثواب کا درجہ سمجھیں۔ اور کھانے پینے کے لئے جو کہ عام لوگوں کے گھروں میں ہائی کلاس کے لوگوں کے گھروں دسترخوان تھمتے ہیں ویسے ہی ٹڈل کلاس یا غریب عوام کے گھروں میں بھی اسی طرح دسترخوان سجیں تو اس سے یہ ہے کہ وہ بھی پیٹ بھر کر کھا سکیں گے اور اپنے لئے روزے کا اہتمام کر سکیں گے۔ تو میں ایوان کے توسط سے وزیر اعلیٰ صاحب سے درخواست کرتی ہوں کہ اس طرح کا پیکیج دیا جائے تاکہ یہ لوگ جب رمضان کے لئے تیاری کریں تو بجائے اس مہینے کو ثواب کی بجائے عذاب سمجھیں اور لوگ سہولت محسوس کریں کہ اب ہم بھی رمضان میں اپنے روزے

رکھ سکتے ہیں۔ اور جی بھر کر کھا سکتے ہیں۔ لہذا یہ قرارداد نہایت ہی اہم ہے اسے اس ایوان میں منظور کیا جائے۔
شکریہ۔

میڈم اسپیکر:- جی محترمہ یاسمین لہڑی صاحبہ۔

یاسمین لہڑی:- معزز اراکین نے اپنی اپنی رائے دی اس میں صرف ایک چھوٹی سی correction کرنا چاہوں گی۔ یہاں پر لفظ لکھا ہوا ہے کہ ”مفت رمضان پیکیج“۔ میں سمجھتی ہوں کہ ”مفت نہیں“۔ ہم نے صرف رمضان پیکیج کی بات کی ہے تو اس کو صحیح کر لیا جائے۔ کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ ظاہر ہے بلوچستان جو ہے پسماندہ صوبہ ہے اور اکثریت یہاں پر جو پاپولیشن ہیں وہ غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں لوگوں کی قوت خرید جو ہے وہ اتنی زیادہ نہیں ہے لہذا جیسے کہ ہم بلوچستان کے حوالے سے مختلف پیکیجز کی دیمانڈ کرتے ہیں تاکہ جو ہماری سوشل انڈیکسز ہیں وہ improve ہو جائیں اور یہاں پر لوگ جو ہیں وہ باعزت طریقے سے زندگی بسر کر سکیں لیکن یہ ہے کہ تب تک وہ سوشل انڈیکسز جو ہیں وہ improve نہیں ہوتے لوگوں کی جو ہے وہ کنڈیشن بہتر نہیں ہوتی ہے یا poverty-lines سے اوپر جو ہے لوگ نہیں آتے تب تک میں سمجھتی ہوں کہ ہمیں جو وہ مختلف حوالوں سے مختلف Levels پر ریلیف پیکیجز کی ضرورت پڑتی رہے گی۔ تو ہونا تو یہ چاہیے کہ ہم جو ہے وہ سالڈ پلاننگ کریں تاکہ ہمیں جو ہے وہ بار بار وہ ریلیف کی ضرورت ناں ہو۔ لیکن بد قسمتی سے اس وقت جو ہے وہ ہماری حالت جو ہے وہ ظاہر ہے ایسی ہے جس پر کے مطلب ہم اپنے عوام کی پروٹیکشن کے لئے یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ خاص طور پر بحیثیت مسلمان جو بابرکت مہینہ ہے رمضان کا اس میں لوگ اپنے اس مہنے کو enjoy کریں اور رمضان کو جو ہے وہ اچھی طریقے سے گزاریں تو اس میں وزیر اعلیٰ صاحب سے یہی گزارش ہے کہ وہ رمضان پیکیج کا اعلان کریں اور چیزوں کی قیمتیں ہیں اس میں جو ہے وہ کنسٹیشن ریٹس جو ہے وہ دی جائے، thank you۔

میڈم اسپیکر:- کیونکہ یاسمین صاحبہ! ویسے ماضی میں examples رہی ہے through بیت المال اور زکوٰۃ کے مفت پیکیجز بھی دیئے گئے ہیں غریبوں کو کیونکہ poverty اتنی زیادہ ہے بلوچستان میں اور میں سمجھتی ہوں کہ یہ بلوچستان کے جو عوام ہیں اس میں poverty ایک بہت بڑا issue آچکا ہے سب سمجھتے ہیں اس بات کو اور اس میں ہم کتنا زیادہ اس مبارک مہینے میں ریلیف دینگے اپنے عوام کو میرے خیال میں یہ تو being a Muslim بھی ہمارا فرض ہے اور ایک انسانیت کے طور پر بھی ہمارا فرض ہے، جی سردار صاحب سردار رضا

بڑیچ صاحب floor is with you۔

سر دار رضا محمد بڑیچ (مشیر برائے وزیر اعلیٰ محکمہ قانون و پارلیمانی امور)۔: Thank you Madem Speaker. واقعاً یہ قرارداد پیش کرنے کی یہاں شاید ضرورت تھی یا نہیں تھی۔ لیکن میں یقین دلاتا ہوں ان محرکین کو کہ جنہوں نے یہ قرارداد پیش کی۔ چیف منسٹر صاحب نے اسکا نوٹس لے لیا ہے۔ اور میرے خیال میں انشاء اللہ کابینہ کی میٹنگ میں اس قرارداد پر بحث ہوگی۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے فاضل اراکین اس پر زور نہیں دیں کہ ہم اسکو اسمبلی سے پاس کریں۔ ہم کابینہ میں اسکو پاس کرینگے تاکہ یہ ایک bindings نہیں ہوں۔ اس لئے کہ بعد میں اگر کبھی آنے والے وقت میں ضرورت پڑی تو ہم اس پر مجبوراً یہ کام نہیں کر سکیں جو گورنمنٹ نہیں کر سکتی ہو۔ تو میں یہ خواہش کرتا ہوں کہ یہ قرارداد پر زور نہیں دیں اور میرے خیال میں یہ طریقہ زیادہ بہتر رہے گا کہ ہم اس کو کابینہ میں پیش کریں اور اس پر جس حد تک بھی ہو سکے کاروائی کرینگے انشاء اللہ ان کو وہ دینگے۔

میڈم اسپیکر:۔ جی ڈاکٹر رقیہ ہاشمی صاحبہ۔

ڈاکٹر رقیہ سعید ہاشمی:۔ بہت بہت شکر یہ میڈم اسپیکر صاحبہ۔ میں اس قرارداد کے حق میں ہوں۔ اور جس طرح رضا بڑیچ صاحب نے کہا ہے کہ اسکو کابینہ میں پیش کیا جائیگا۔ کابینہ میں پیش ہو یا نہ ہو، اس پر کتنی حد تک یا کتنا پر سنٹیج عملدرآمد ہونا اس میں تو پھر کابینہ میں پیش ہونا تو ہم اپنے منظور نظر لوگوں کو فیضیاب کرائیں گے۔ عوام، پبلک پر تو اس کا affect تو نہیں پڑیگا۔ رمضان پیکینج ہے۔ ہم شاید روزہ نہ رکھ سکیں میں اپنی بات کرتی ہوں کسی اور کی بات نہیں کرتی ہوں۔ باقی غریب و غرباء شاید اس مہنگائی کے دور میں وہ روزہ رکھ کے اپنے جہنم، پیٹ کو بند کر کے روزے کی صورت میں وہ اپنی بھوک کو مٹانے کے لئے کام کریں گے۔ میں ممبران سے گزارش کرونگی کہ زور دینے کی بات نہیں ہے۔ اس مہنگائی کے دور میں تھوڑی بہت غریب عوام کو ہم سہولت دے سکیں تو یہ ایک صدقہ جاریہ ہوگی۔ بہت بہت شکر یہ۔

میڈم اسپیکر:۔ سر دار صاحب! میرے خیال بہت اہم قرارداد ہے آپ اس کو پیش ہونے دیں۔

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ:۔ ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ پورے سال انکو آپ دیتے رہیں نوازتے رہیں۔ ایک مہینہ صرف رمضان المبارک کے مہینے میں انکو جو ہے ایک ریلیف پیکینج دیدیا جائے مہنگائی کچھ کم کر دی جائے ان کے منہ کے قریب ایک نوالہ پہنچ سکے جو وہ کھا سکیں آسانی جو مر رہے ہیں جو بھوک سے تڑپ رہے ہیں کم از کم ہم

ان کی بات کر رہے ہیں صرف ایک مہینے کی بات کر رہے ہیں اس کو اتنا لمبا چوڑا کھینچنے کی کیا ضرورت ہے؟۔

میڈم اسپیکر:- ٹھیک ہے صحیح ہے۔ جی رحیم زیارتوال صاحب، Floor is with you۔

عبدالرحیم زیارتوال (وزیر محکمہ تعلیم):- شکر یہ میڈم اسپیکر۔ جو قرارداد اسمبلی کے معزز اراکین لے آئے

ہیں۔ یقینی بات ہے کہ روزہ ہے اور واقعتاً غربت بھی ہے۔ ہمارے مسائل ہیں۔ اور ایسی چیزیں انہوں نے جو

قرارداد لائے ہیں اچھی قرارداد ہے۔ ہم گورنمنٹ میں ہیں۔ نواب صاحب بیٹھے ہیں کیبنٹ ساری موجود ہے۔

ہم کیبنٹ میں اس کو زیر غور لائینگے اس پر بات کریں گے کہ ہم کتنا کر سکتے ہیں۔ ہماری اپنی اسمبلی اور گورنمنٹ اور

یہاں سے ہم قرارداد پاس کریں۔ اور پھر اُس پر ہم خود عملدرآمد نہیں کریں اور اگلے والوں کو یہ کہیں۔

میڈم اسپیکر:- رحیم صاحب! آپ سوچ رہے ہیں کہ عملدرآمد نہیں ہوگا۔

وزیر محکمہ تعلیم:- جی؟۔

میڈم اسپیکر:- آپ ابھی سے سوچ رہے ہیں کہ عملدرآمد نہیں ہوگا؟۔

وزیر محکمہ تعلیم:- نہیں، ابھی سے یہ سوچ نہیں رہا ہوں۔ مثال کے طور پر ہماری قراردادیں اسلام آباد

وفاق کے حوالے سے ہم نے یہاں پیش کی ہے اور ہم اُن سے گلہ کریں کہ ہماری قراردادوں پر عملدرآمد نہیں

ہو رہا ہے۔ تو ہم سے بھی پوچھ سکتا ہے کہ آپ نے اسمبلی میں قرارداد پاس کر کے آپ لوگ خود اس کی وہ

response نہیں کر رہے ہیں۔ تو کسی اور سے پھر ہم کیا گلہ کر سکتے ہیں؟۔

میڈم اسپیکر:- آپ کی ساری خواتین پہلی دفعہ یہ لائی ہیں۔

وزیر محکمہ تعلیم:- تو میں گزارش یہ کرتا ہوں کہ ہمارے جو محرکین ہیں وہ قرارداد پر زور نہیں دیں گورنمنٹ

کے علم میں آپ لاکچے ہیں اور گورنمنٹ کیبنٹ میں یہ زیر بحث لائیں گے۔ انشاء اللہ و تعالیٰ جو بھی ممکن ہو ہم وہ

کریں گے۔ اور اپنے عوام کو یہ جو ریلیف ہے رمضان کے حوالے سے وہ ریلیف ہم انکو دے دیں گے۔ اُن سے

گزارش یہ ہے کہ وہ اس پر زور نہیں دیں۔

میڈم اسپیکر:- جی محرکین میں سے کوئی اپنا point of view دینا چاہتے ہیں؟۔ جی پہلے شمینہ خان

صاحبہ کو موقع دیتی ہوں پھر آپ کر دیں۔ شمینہ خان صاحبہ! آپ۔ Please Floor is with you۔

محترمہ شمینہ خان:- شکر یہ میڈم اسپیکر! میرا خیال ہے کہ قرارداد کا بینہ کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اسے

اسمبلی میں پاس کیا جائے۔ پھر آپ لوگ اپنی استعداد کے مطابق کا بینہ میں فیصلہ کریں کہ پیکیج آپ کتنا رکھ سکتے

ہیں، موسم گرما بھی آرہا ہے۔ آپ مشروبات لے لیں۔ پھر بلوچستان کا صوبہ ہے یہاں پر کھجوریں ہمارے ہو رہے ہیں۔ آپ ان کیلئے کوئی پیکیج لیں۔ آپ ان کو آٹے کی بوریاں نہیں دیں جتنی آپ میں استعداد ہے آپ کی کابینہ میں اپنے غریب عوام کے لئے، اپنے لئے آپ لوگ کیا کیا رکھتے ہو، کیا کرتے ہو، بہت آج کل بڑا بڑا بحث اس پر چل رہی ہے۔ غریب عوام کے لئے تھوڑا آپ لوگ اگر کچھ پیکیج اسمیں رکھ سکتے ہو اسے کابینہ سے پاس ہونا چاہیے۔ یہ اسمبلی سے پاس ہونا چاہیے۔ کابینہ آپ کا کام ہے کہ ادھر کتنی پالیسی اس پر کر سکتے ہو۔

نواب ثناء اللہ خان زہری (قائد ایوان):۔ ایک منٹ point of order۔

میڈم اسپیکر:۔ جی نواب صاحب۔

قائد ایوان:۔ آپ لوگ please kindly محترمہ آپ اٹھتے ہیں، بحث کریں لیکن آپ تجاویز دیں کہ کس قسم کی ریلیف ہم عوام کو دیں؟۔ تاکہ ہم اپنے ذہن میں رکھیں پھر اس پر ہم بحث کر سکیں۔ اس پر آپ بتائیں ہمیں؟۔

میڈم اسپیکر:۔ جی یاسمین لہڑی صاحبہ۔

یاسمین لہڑی:۔ ہم حد کی کوئی بات نہیں کر رہے ہیں۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ قرارداد منظور ہو۔ بیشک یہ ہے کہ جو بھی limitations ہیں وہ آپ کابینہ میں طے کریں کہ ہم کتنا relief دے سکتے ہیں۔ یہاں پر جو relief کی بات ہے کہ rates میں کمی کی جائے تاکہ لوگ آسانی سے خریداری کر سکیں۔

میڈم اسپیکر:۔ میرے خیال میں سستا بازار بھی ہو سکتا ہے اس میں۔

قائد ایوان:۔ کچن آپ لوگوں کے پاس ہوتے ہیں آپ لوگوں کو پتہ ہے آپ بہتر سمجھ سکتے ہیں کہ کتنا خرچہ ہوتا ہے؟۔

محترمہ یاسمین لہڑی:۔ آپ sir ہمیں اجازت دے دیں کابینہ میں بیٹھنے کی ہم وہاں پر آپ لوگوں کو مشورہ دیں گے۔

میڈم اسپیکر:۔ جی عبدالکریم نوشیروانی صاحب۔

میر عبدالکریم نوشیروانی:۔ میں آپ کو تجویز دوں گا اس میں۔ آپ مہربانی کریں اس قرارداد کے حق میں میں بولنا یہی چاہتا ہوں کہ آپ مہنگائی کے دور میں آپ اس میں ریٹ رمضان شریف میں اب کرتے ہیں تاجر۔ ان کے اوپر آپ کمیٹی تشکیل دیں۔ کمیٹی چیک کریں۔ ریٹ میں کم از کم آپ ترمیم کریں۔ عوام کے لیے کچھ

مہنگائی کے لیے ترمیم کریں کہ رمضان شریف کے مہینے میں یہ سستا لوگوں کو دے دیں۔ دوسرا پکنج ہے کہ ہر ڈسٹرکٹ میں اگر آپ دیں گے پورے لم سم آپ نہیں دے سکتے ہو۔ کل آپ پکنج کا اعلان کریں گے ادھر بلوچستان کا پالیٹیشن جو اس وقت اس سے بڑھ کر لوگ آئیں گے کہ بھائی! ہمیں دے دو۔ ہر ڈسٹرکٹ میں، میں تجویز دوں گا اس ڈسٹرکٹ کا ڈپٹی کمشنر وہاں جو ہیں ناں کمیٹی تشکیل دیگا ڈپٹی کمشنر کی سربراہی، اسٹنٹ کمشنر ہوگا ڈپٹی کمشنر ہوگا تحصیلدار ہوگا ریٹ پرائس وہ تشکیل دیں گے۔ جو بھی آپ دیں گے اسی ڈسٹرکٹ کے سمجھ گیا انتظامیہ کے ذریعے میں، غریب لوگوں کو۔ وہ لوگوں کو جو نان شینہ کے محتاج ہیں۔ اگر آپ لم سم اعلان کریں گے آپ ایک کھرب دے دو پھر بھی کافی نہیں ہوگا ان لوگوں کے لئے۔ آپ مہربانی کریں رمضان شریف میں یہاں کوئٹہ شہر میں کریں اور ہر ڈسٹرکٹ میں کہیں کہ بھائی ریٹ کے اوپر نظر ثانی کریں اس مہینے میں۔ دوسرا جو کچھ دیکھتے ہیں وہاں انتظامیہ کی سمجھ گیا حوالے سے کریں وہ خود تقسیم کر لیں گے۔ مشکور ہوں آپ کا۔

میڈم اسپیکر:- جی میں منظور کا کڑ صاحب - floor is with you -

منظور احمد خان کا کڑ:- میں point of order پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

میڈم اسپیکر:- اسی رمضان والے قرارداد پر۔

منظور احمد خان کا کڑ:- نہیں اس سے ہٹ کر۔ اس پر اگر کوئی بات کرنا چاہتا ہے۔

میڈم اسپیکر:- منظور کا کڑ صاحب please تشریف رکھیں، پہلے میں اس پر conclusion کر لوں پھر میں آپکو موقع دیتی ہوں۔ جی پہلے میں conclusion پر آ جاؤں پھر آپکو موقع دیں گے۔ آپ تشریف رکھیں جی۔ چونکہ یہ بڑی اہم نوعیت کی قرارداد ہے۔ اور ہماری جو movers ہیں، وہ نہیں لینا چاہتی واپس۔ تو میں اس پروٹنگ پر جاؤں گی۔ سوال یہ ہے کہ آیا مشترکہ قرارداد نمبر 101 منظور کی جائے؟۔ جی۔ مشترکہ قرارداد نمبر 101 منظور ہوئی۔۔ (ڈبیک بجائے گئے)۔ جی منظور کا کڑ صاحب۔ ووٹنگ سے مراد تھا کہ آپ حمایت لیں ان کی۔ اب منظور ہو چکی ہے۔

منظور احمد خان کا کڑ:- thank you میڈم اسپیکر۔ وزیر اعلیٰ بلوچستان نواب ثناء اللہ

خان زہری صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور ان کی میں توجہ چاہتا ہوں کیونکہ ایک ایسے issue پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

میڈم اسپیکر! اس پر ابھی تک بحث ہونا چاہیے۔ دیکھیں! آئیں بڑی قباحتیں آغا سید لیاقت علی:-

ہیں۔ یہ اتنا آسان نہیں ہے۔ آپ نے قرارداد ایک دم منظور کر دی۔ گورنمنٹ آف بلوچستان جو ہے وہ ہر، دیکھیں جی! میرے گاؤں میں یا میرے constituency میں اگر آپ نے کوئی پکیج دینا ہے تو میں ہر گاؤں کو پہنچاؤں گا۔ اسکے لیے ایک باقاعدہ planning ہونی چاہیے۔ اور یہ پہلے اسکے لیے، بیشک یہ قرارداد بڑی مفید ہے۔ لیکن گورنمنٹ کی سطح پر اس پر کمیٹی بنائی جائے اور وہ یہ قرارداد کو بلوچستان کے ہر حصے میں پہنچانے کے لیے کم سے کم کوئی طریقہ تو ہونا چاہیے۔

میڈم اسپیکر:- آغا صاحب! اب تھوڑا سا انہوں نے تجویز دی ہے۔ انہوں نے یہ نہیں کہا ہے کہ آپ ہر صورت میں باتیں کریں۔

آغا سید لیاقت علی:- دیکھیں ناں! یہ تجویز کیسے ہو سکتی ہے۔ میرے حلقے میں یہ پہنچے اگر یہ کونٹہ کے لیے ہیں تو ٹھیک ہے۔ اگر یہ تجویز کونٹہ کے لیے تو پھر ٹھیک ہے۔ آپ لوگ کونٹہ کو دینا چاہتے ہو تو ٹھیک ہے۔ otherwise میرا حلقہ ہے وہ یہاں سے ڈیڑھ سو کلومیٹر پر ہے، اُسکو آپ کیسے پہنچائیں گے 10 دنوں کے اندر اندر؟۔

میڈم اسپیکر:- آغا صاحب انہوں نے یہ کہا کہ سستا بازار بھی ہو سکتا ہے اور آپ اس سستا بازار میں لوگوں کو بیت المال کے طور پر دیں گے۔

آغا سید لیاقت علی:- سستا بازار آپ باجوڑ میں لگا سکتی ہیں؟ کبھی بھی نہیں ہو سکتا ہے۔ اسکے لیے planning ہونا چاہیے۔

میڈم اسپیکر:- آپ کا point آگیا آغا صاحب۔ جی عبدالرحیم زیار تو ال صاحب۔ Floor is with you. جی۔

وزیر محکمہ تعلیم:- میڈم اسپیکر! میں گورنمنٹ کی حیثیت سے اور نواب صاحب نے، وزیر اعلیٰ کی حیثیت سے آپ کو رائے دے دی۔

میڈم اسپیکر:- جی۔

وزیر محکمہ تعلیم:- اپوزیشن یہاں ہے نہیں۔ آپ اس قرارداد پر رائے نہیں کر سکتے ہیں۔

میڈم اسپیکر:- movers نہیں چاہ رہا تھا sir۔

وزیر محکمہ تعلیم:- آپ اس قرارداد پر رائے نہیں کر سکتے ہیں اگر آپ کرتے ہیں تو آپ جو اس کے حق میں

ہیں وہ ہاتھ کھڑا کریں اور جو اس کے حق میں نہیں ہیں وہ ہاتھ کھڑا کریں۔

میڈم اسپیکر:- اب ووٹنگ کرانا ہیں؟ آپ کی ساری عبدالرحیم زیارتوال صاحب۔

وزیر محکمہ تعلیم:- وہ اس طریقے سے گورنمنٹ کی رائے آپ کے سامنے آگئی ہیں۔ اور یہ

سارے گورنمنٹ کا حصہ ہیں۔ تو آپ وہ لیں کہ ان کو آپ کہتے اسپیکر کی حیثیت سے آپ ان کو کہتے۔

میڈم اسپیکر:- عبدالرحیم زیارتوال صاحب! انہوں نے، چونکہ آپ نے یہ تجویز رکھی تھی اور سردار

صاحب نے تجویز رکھی تھی ”کہ آپ movers زور نہیں دیں“۔ لیکن تین movers اٹھے اور انہوں نے

کہا کہ ہم زور دینا چاہتے ہیں۔ تو انہوں نے واپس نہیں لی اپنی قرارداد کو۔

وزیر محکمہ تعلیم:- نہیں نہیں، وہ واپس نہیں لی ہیں۔ تو آپ رائے شماری کے لیے پیش نہیں کر

سکتے ہیں۔ ہم سارے گورنمنٹ کا حصہ ہیں۔ گورنمنٹ کے Point of view آپ کے سامنے آ گیا ہے۔

جو movers ہیں انہوں نے ہاتھ کھڑا کیا ہے۔ آپ نے کس طریقے سے اُنکے سامنے رکھا ہے یہ خود روز کے

خلاف ہیں۔ اور ہم آپ کو کہیں رہے ہیں۔

میڈم اسپیکر:- روز کے خلاف تو نہیں ہے خیر۔

وزیر محکمہ تعلیم:- روز کے خلاف ہے۔ اس لیے روز کے خلاف ہے گورنمنٹ کی Point of view

آپ کے سامنے آ گیا ہے۔ گورنمنٹ Majority میں ہیں۔ لوگ ہم سارے بیٹھے ہیں۔

میڈم اسپیکر:- تو آپ کی ساری movers گورنمنٹ میں ہیں عبدالرحیم صاحب۔

وزیر محکمہ تعلیم:- جی؟

میڈم اسپیکر:- ساری movers آپ کی گورنمنٹ میں تشریف فرما ہیں۔

وزیر محکمہ تعلیم:- میڈم! میڈم! آپ سن لیں۔ آپ ہاؤس کی رائے اگر جاننا چاہیں گے۔

میڈم اسپیکر:- جی ہاں۔

وزیر محکمہ تعلیم:- پہلی بات یہ ہے جو ہم آپ سے کہہ رہے ہیں کہ اُنکو اس پر زور نہیں دینا چاہئے۔ آپ اُنکو

یہ کہتے کہ آپ قرارداد پر زور نہیں دیں وزیر اعلیٰ صاحب یقین دہانی کرا چکے ہیں۔ اور وزیر نے یقین دہانی کرا دی

ہے وہ اسکو دیکھ لیں گے۔ آپ رائے شماری کے لیے اسکو پیش نہیں کر سکتے ہیں۔

میڈم اسپیکر:- چلیں! جی ڈاکٹر صاحب جی۔

ڈاکٹر عبدالملک بلوچ:- یہ گورنمنٹ پارٹیوں کا problem ہے میڈم۔

میڈم اسپیکر:- جی۔

ڈاکٹر عبدالملک بلوچ:- اس قرارداد کو ہم Reject نہیں کریں گے کیونکہ کل تو سارا وہ کہیں گے کہ

رمضان میں پکنج کے لیے۔

میڈم اسپیکر:- میں اسی لیے یہ چاہ رہی تھی۔

ڈاکٹر عبدالملک بلوچ:- Listen to me Madam.

میڈم اسپیکر:- جی ڈاکٹر صاحب! یہی چاہ رہی تھی میں۔

ڈاکٹر عبدالملک بلوچ:- ہماری گزارش ہے تمام پارلیمانی لیڈرز، نواب صاحب ہیں، زیارتوال ہیں،

میں ہوں۔ آپ بیشک کمیٹی بنا دیں نہ اسکو accept کریں نہ۔ اب آپ کہتے ہیں پکنج دے دیں۔ پکنج صرف

ایک کاغذات تو نہیں ہیں نا۔ پکنج تو ایک وسیع معنی میں، بیشک جو movers ہیں، اُنکی، گورنمنٹ کی، آپ

ایک کمیٹی بنا دیں، اُنکو sort-out کریں گے۔ اسکو نہ reject کرو نہ اسکو accept کرو۔ Let the

committee to explore the deatils. تو اس کو دیکھو ناں! آپ ہمیں awkward

position میں نہیں ڈالیں میڈم۔

میڈم اسپیکر:- آپ اپنی کمیٹی کے ممبرز کے نام دے دیں۔

ڈاکٹر عبدالملک بلوچ:- ہم awkward position میں ہیں۔ یہاں Treasury

benches میں جب division آئیگا تو مناسب بات نہیں ہے۔

میڈم اسپیکر:- ڈاکٹر صاحب! یہ تو پھر آپ اپنے ممبرز سے بات کریں ناں۔ میں تو یہاں پرسب کی بھی

سنوں گی۔ آپ کے ممبرز آئے ہیں۔ جی نواب صاحب۔

نواب ثناء اللہ خان زہری (قائد ایوان):- نہیں، نہیں میڈم اسپیکر! دیکھیں! آپ Custodian of

the House ہیں۔ آپ ہمیں مجبور نہیں کریں کہ ہم آپ کے خلاف Vote of Confidence

لائیں۔ دیکھیں! آپ نے آج جو ہے Treasury Benches کو سب کو آپ نے جو ہے وہ split

کرنے کی کوشش کی ہے۔

میڈم اسپیکر:- نہیں، نواب صاحب! ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں نے تو آپ کی ممبرز

کی۔۔ (مداخلت)

نواب ثناء اللہ خان زہری (قائد ایوان):۔ دیکھیں سنیں! ہم نے کہا ہے، بالکل ہم بلوچستان کے عوام کے ساتھ ہیں۔ ہم عوام کے ساتھ ہیں۔ بالکل اپنے عوام کے ساتھ ہیں ہم اپنے پیٹ پر پتھر باندھ کر جو ہے وہ کرینگے ہم اپنے عوام کو ریلیف دیں گے۔ لیکن آپ ہمیں بیٹھنے تو دیں۔ آپ ہمیں، ہم اپنے Finance Secretary کو تو سنیں۔ ہم اپنے P&D Secretary کو سنیں، ہم اپنے دوسرے ہمارے جو مسائل ہیں ہم Chief Secretary کے ساتھ بیٹھیں۔ اُس میں ہمارے جو محترمہ بہنیں بیٹھی ہیں، وہ آ کر بیٹھیں۔ کیونکہ Kitchen وہ چلاتے ہیں۔ وہ آ کر بیٹھیں تجاویز دیں کہ ہم کیا کرتے ہیں۔ آج تو مجھے بالکل ایسا لگ رہا ہے کہ ہم نے آپکو ووٹ نہیں دیا آپ حزب اقتدار کے نہیں حزب اختلاف کی نمائندگی کر رہی ہیں۔

میڈم اسپیکر:۔ نہیں نواب صاحب! آپ کے ساری خواتین ہمارے ممبرز ہیں۔

قائد ایوان:۔ نہیں آپ ووٹنگ۔ دیکھیں! آپ ادھر دیکھ لیں کہ اکثریت یہاں پر کیا ہے؟

میڈم اسپیکر:۔ میں نے تو اُنکے سامنے رکھا ہے نواب صاحب۔

قائد ایوان:۔ ہم یہ نہیں چاہتے ہیں کہ ہم نہ اسکو accept کرتے ہیں، نہ ہم اسکو reject کرتے

ہیں۔

میڈم اسپیکر:۔ ٹھیک ہے آپ کمیٹی تشکیل دے دیں۔

نواب ثناء اللہ خان زہری (قائد ایوان):۔ لیکن دیکھیں! جو چیز سیکرٹری فنانس سمجھ سکتا ہے، جو چیز چیف سیکرٹری سمجھ سکتا ہے۔ جو چیز ACS سمجھ سکتا ہے۔ وہ اس ہاؤس پر ہم بیٹھ کر کس طرح اُنکو وہ کریں۔ کل کو اگر وہ کہتے ہیں کہ جی۔ ہم یہ قرارداد pass کر لیں۔ چلیں ہم کہتے ہیں اسلام آباد میں ہم جو ہیں قرارداد pass کرتے ہیں۔ اسلام آباد والے ہماری بات نہیں مانتے ہیں۔ اگر کل ہم اپنے لوگوں کو ریلیف نہیں دیں، تو یہ بھی ہمارے لیے اچھا نہیں ہوگا۔ اور ہم دیکھیں کہ اگر کل کو ایک جو burden آتا ہے ہمارے اوپر کہ جی 10 ہم اتنا، ہم یہاں سے وہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جی 10 ارب 15 ارب روپے جو ہیں اس پر خرچہ آئیگا۔ وہ تو ہمارے اتنے وسائل تو نہیں ہیں۔ وہ وسائل ہمارے نہیں ہیں۔ تو آپ دیکھیں اس طرح کے kindly خدا کے لیے آپ اس طرح کے decision نہیں دیں۔

میڈم اسپیکر:۔ جی اسمیں۔ نواب صاحب! پارلیمانی کمیٹی میں رکھیں۔

قائد ایوان:- اب یہاں سے کیا message ہم وہاں پر عوام کو بھجوا رہے ہیں۔ میڈم! دیکھیں مطلب میں وہ کر رہا ہوں کہ ہم، عوام بھی ہمارے ہیں، آپ بھی ہمارے ہیں، سب ہمارے ہیں۔ لیکن اس طرح نہیں ہوتا ہے۔ پارٹیوں میں ڈسپلن بھی ہوتی ہے۔ پارٹی کے ذمہ دار بھی ہیں۔ اور چھ، سات لوگوں کے کہنے پر آپ جو ہیں قرارداد۔ رولنگ دے کر کے قرارداد pass کرتے ہیں۔

میڈم اسپیکر:- نواب صاحب پارلیمانی کمیٹی میں decide ہوا تھا۔

نواب ثناء اللہ خان زہری (قائد ایوان):- تو یہ سیکرٹری صاحب یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو اس طرح میرے خیال میں ہاؤس نہیں چلتے ہیں، جس طرح آپ چلا رہی ہیں۔ اور kindly اسکا خیال رکھیں۔ اس طرح وہ کریں۔ آپ ہمارے اسپیکر ہیں۔ آپ Custodian of House ہیں آپ اس طرح۔ اور ہماری جو ہیں بہنوں کو جو ہے آپ اپنی ہی پارٹیوں کے خلاف۔ یہ میں، کیا message لے کر جائیں گے اس طرح وہ کر رہے ہیں۔

میڈم اسپیکر:- نہیں نواب صاحب! خلاف تو نہیں ہوں۔ میں ابھی اس پر ایک آپکا تجویز آگئی ہے۔ مشترکہ قرارداد نمبر 101 پر معزز اراکین اسمبلی نے سیر حاصل بحث کی ہے۔ اور چونکہ معاملہ جو ہے وہ نواب صاحب کی یقین دہانی پر اور تمام جو ہمارے Treasury Benches کی یقین دہانی پر انہوں نے کہا ہے کہ اس پر کمیٹی بنائی جائے۔ تاکہ ہر ممکن کوشش کی جائے کہ غریب عوام کو ریلیف دیا جائیگا۔ لہذا حکومتی یقین دہانی پر مذکورہ قرارداد کو نمٹایا جاتا ہے۔ اور ایک کمیٹی تشکیل دی جاتی ہے جس کے ممبرز جو ہیں وہ خود پارلیمانی لیڈز مختص کریں گے۔

نواب ثناء اللہ خان زہری (قائد ایوان):- ابھی ہماری محترمہ لیڈز خواتین کا جو ہے وہ چٹ مجھے ملا ہے انہوں نے کہا ہے کہ اسکے بعد میں ان سے ابھی۔ آپ بھی آجائیں اُس میں۔ تو اُس میں ہم ان سے تجاویز لے لیتے ہیں چیمبر میں بیٹھ کر۔

میڈم اسپیکر:- جی وہ آئی تھیں میرے پاس۔

نواب ثناء اللہ خان زہری (قائد ایوان):- نہیں، وہ میرے پاس آجائیں۔ میرے پاس وہ آئیں۔ میں انکو ٹائم دینے کے لیے تیار ہوں۔ اسکے بعد آپ لوگ آجائیں اور تجاویز دیں۔ تاکہ ہم بیٹھ کر عملی شکل اُسکو دے سکیں۔ اس طرح تو مطلب ایک confusion پیدا ہوگا کل ہمارے لیے اور سب کے لیے بڑا مسئلہ یہ ہو

جائیگا جی۔

میڈم اسپیکر:- ok۔ جی منظور کا کڑ صاحب point of order۔

منظور احمد خان کا کڑ:- thank you میڈم اسپیکر۔ وزیر اعلیٰ بلوچستان نواب ثناء اللہ خان زہری صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور میں اُن کی توجہ چاہتا ہوں ڈاکٹر عبدالملک صاحب کی بھی توجہ چاہتا ہوں کیونکہ میں جس موضوع پر بات کرنا چاہتا ہوں اس شہر کے حوالے سے صوبے کے حوالے سے جنہوں نے ہمیں منتخب کیا ہے اُن کے حوالے سے میں بات کرنا چاہتا ہوں کہ وہ آج کس پریشانی میں ہیں۔ میڈم اسپیکر! گزشتہ روز ہنہ اوڑک میں بارش ہوئی تھی جس سے کافی پانی آیا تھا۔ میں، زیارتوال صاحب سے request کرتا ہوں میں زیارتوال صاحب سے request کرتا ہوں زیارتوال صاحب! یہ ایک اہم موضوع ہے اگر آپ اسکو اہم نہیں لینا چاہتے ہو تو وہ ایک الگ بات ہے۔

ڈاکٹر عبدالملک بلوچ:- ہنہ کا ہے؟

منظور احمد خان کا کڑ:- جی ہاں ہنہ کا ہے ڈاکٹر صاحب۔ کیونکہ میرا تعلق ہی ہنہ سے ہیں اگر یہ واقعہ۔ خیر اس پر Debate نہیں کروں گا۔ گزشتہ روز جو بارش ہوئی تھی اُس سے کافی پانی اور جو نقصانات ہوئے ہیں اور جو لوگوں کے گھروں میں پانی تھا۔ دو دنوں سے وہ اپنے گھروں میں زندگی گزار بھی نہیں رہے ہیں، باہر گزار رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ وہ علاقہ ہے جہاں پورے ملک کے لوگ سیر و تفریح کے لیے آتے تھے آج وہ ایک مصیبت میں ہیں۔ آج وہ پریشانی میں ہیں۔ میں یہ بھی نہیں کہتا کہ پورا ہنہ اس سیلاب سے اس کے زد میں آیا ہے۔ لیکن جو نقصانات ہوئے ہیں مالی یا جانی۔ اس میں دو دنوں نقصانات ہوئے ہیں اس کے حوالے سے جو ان کے فصلات تھے وہ Totally تباہ ہو گئے ہیں اور جو باغات تھے وہ بھی Totally تباہ ہو گئے ہیں۔ آج میں DC صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں داؤد خان خلجی صاحب کا۔ کہ وہ میرے ساتھ گئے۔ اور ہم پورا دن وہیں پر رہے اور ہم نے تمام Visit کیے ہیں۔ اور اُس پر اُس نے ایک کمیٹی بھی بنائی وہاں پر ایک 20 سال کا لڑکا تھا جو پانی کے زد میں آ کر پانی اس کو بہا کر لے گیا۔ اُس کی پوری Family۔ پوری Family توجہ گئی لیکن وہ لڑکا نہ بچ۔ کا۔ ہم اُن کے گھر فاتحہ پڑ بھی گئے ہیں۔

نواب ثناء اللہ خان زہری (قائد ایوان):- منظور جان! یہ کب کی بات ہے؟

منظور احمد خان کا کڑ:- کل کی بات ہے نواب صاحب۔ پرسوں کی بات ہے یہ۔ تو کوئٹہ District

کے اندر ہوتے ہوئے اگر ہم انکے Help نہیں کر پائیں۔ تو Interior Balochistan کا کیا حال ہوگا ان علاقوں کا کیا حال ہوگا جہاں تک ہماری approach ہے ہی نہیں۔ اگر ہماری approach کوئٹہ ڈسٹرکٹ میں ہیں۔ لیکن پھر بھی ہم نہیں کر پاتے ہیں۔ تو پھر میرے خیال میں ہم اس چیز کے قابل ہی نہیں ہیں میڈم۔ میڈم اسپیکر! اگر آج بھی ہم ان مصیبت زدہ لوگوں کے کام نہ آئے کل ہم کس منہ سے اس کے پاس جائیں گے دوبارہ ووٹ مانگنے کے لیے۔ میڈم اسپیکر جو نقصانات ہوئے ہیں یا اس گھر کی جو مالی امداد ہیں میں نواب صاحب سے request کرتا ہوں اگر ان کے پاس ٹائم تھا تو ہم visit بھی کر لیں گے اور اس کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دیں۔ کہ وہاں پر کتنے نقصانات ہوئے ہیں ان کو ریلیف دیا جائے ان کے گھر بھی دیکھ لیں یہی میری request تھی وزیر اعلیٰ صاحب سے Thank you madam speaker۔

میڈم اسپیکر:- جی مجیب حسنی صاحب۔

میر مجیب الرحمن محمد حسنی (وزیر کھیل، اقلیتی امور، ہیومن رائٹس، آثار قدیمہ، پاپولیشن ویلفیئر، پوتھ افیئرز، لائبریری، میوزیم و ٹورازم):- یہ جیسے میڈم اسپیکر! منظور خان نے سیلاب کے حوالے سے بات کی۔ کوئی ڈیڑھ مہینے پہلے بارشوں سے میرے district میں خرماگی ایک علاقہ ہے۔ اُسکے دو گاؤں مکمل طور پر تباہ ہو گئے۔ پھر میں نے اور D.C نے P.D.M.A سے رابطہ کے۔ انہوں نے ٹینٹ وغیرہ بچھوا دیا۔ لیکن water supply scheme مکمل طور پر تباہ ہو گئی ہے۔ ابھی میں recently visit پر بھی گیا تھا۔ اور لوگ بھی اس گرمی میں خیموں میں رہ رہے ہیں۔ میری request ہے C.M صاحب سے کہ اُسکی رپورٹ D.C نے بچھوائی ہے ادھر P.D.M.A کو۔ ایک تو جو water supply scheme ختم ہو گئی ہے، تباہ ہو گئی ہے۔ اُسکو P.D.M.A یا سیلاب کے جو فنڈز ہے اُس میں سے فوری طور پر اُنکو water supply scheme دی جائیں اور اُنکے گھروں کا جو معاوضہ ہے۔ اس گرمی میں وہاں پر 43degree temperature جا رہا ہے۔ میں کل وہاں سے آیا ہوں۔ تو اُنکو گھروں کیلئے کوئی معاوضہ دیئے جائیں۔ تاکہ وہ اس آنے والے رمضان میں اس گرمی اور اس شدت سے بچ سکیں۔ بہت شکریہ۔

میڈم اسپیکر:- جی آغا لیاقت صاحب۔

آغا سیّد لیاقت علی:- شکریہ اسپیکر صاحبہ۔ نہیں بارشیں بقول ڈاکٹر مالک صاحب، رحمت بھی ہے، زحمت بھی ہے۔ تو اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ ہماری ایک کمیٹی ہے۔ وہ P.D.M.A کا میں چیئرمین ہوں۔ اور یہ

چونکہ حقیقی مسئلہ ہے دونوں جگہوں کا۔ جیسا کہ منظور کا کڑ نے کہا۔ انہوں نے بڑی جلدی کی مجھ سے اٹھ گئے۔ میں شاید اٹھتے اٹھتے کچھ دیر کر گیا۔ تو یہ واقعی بالکل یہ صحیح مسئلہ ہے۔ اس میں ایک آدمی کی جان بھی گئی ہے۔ میں خود وہاں پر گیا ہوں ہنہ میں کافی نقصانات ہوئے ہیں۔ لوگوں کے باغات تباہ ہوئے ہیں۔ گھر گرے ہیں۔ اسی طرح خاران میں بھی یہ ہوا ہے۔ تو میری یہ گزارش ہے کہ یہ جو کچھ کرنا چاہتے ہیں۔ اسکو فوراً کمیٹی کی ہم مینٹنگ بلا لیتے ہیں۔ آپ permission دے دیں۔ اور P.D.M.A والوں کو بلا کر کے اس میں اسکو recommend کر کے گورنمنٹ کو بتادیتے ہیں کہ یہ losses ہوئے ہیں۔ اس پر عمل کیا جائے۔ اور اس losses کو recover کیا جائے۔ ان لوگوں کی مدد کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے بارش کی ہے۔ اور بارش ان بیچاروں کیلئے زحمت بن گئی ہے۔ تو اسکو اپنے حدود میں رہ کر P.D.M.A کے وسائل کے اندر رہ کر کے ہمیں فوراً اس پر عمل کرنا چاہیے اور ان لوگوں کو یہ جو انکے نقصانات ہوئے ہیں اُسکا ازالہ کرنا چاہیے۔ شکر یہ جی۔

میڈم اسپیکر:- نوشیروانی صاحب!

میر عبدالکریم نوشیروانی:- یہ گندم خاران میں رکھیں۔ یہ خاران، مکران اور آکے آس پاس پورے قلات ڈویژن کو خاران اس دفعہ چلائے گا گندم سے۔ جناب نواب صاحب! مالک صاحب! آپ بھی ڈھائی سال رہے ہیں ابھی بس کرو تھوڑا سا ہم لوگوں کو موقع دو۔ ڈھائی سال میں آپکا پیٹ نہیں بھرا۔ ابھی تک آپ اسکو چھوڑیں گے نہیں۔ خدا کیلئے یار! نواب صاحب! میں آپکی توجہ دلاتا ہوں کہ پاسکو والے کو کہو کہ خاران میں سنٹر کھولے گا، پر چیز کرے گا گندم۔ خاران میں اس سال بہت گندم ہے۔ آپکا پورا قلات ڈویژن اور مکران ڈویژن کو خاران چلائے گا sir۔ بشرطیکہ آپ خاران میں purchase کریں پاسکو والے۔ یہاں food minister صاحب کو آپ کہیں کہ فوراً وہاں جا کر خاران میں پاسکو والوں کو لے جائیگا۔ وہاں سنٹر کھولیں گے sir وہاں پر چیز کہیں گے۔ وہاں 4000، ساڑھے تین ہزار۔ پونے چار ہزار روپے گندم۔ یہاں ساڑھے چار، پانچ ہزار کا ہے۔ یہ اگر آپ مہربانی کریں گے۔ اس کے لئے اہم ہیں purchase وہاں خاران میں گندم کا۔ وہ کریگا کون؟ پاسکو والے sir۔ آپکی مہربانی ہوگی اس پر تھوڑا سا، اگر مالک صاحب موقع دیں گے ہمیں۔

میڈم اسپیکر:- ٹھیک ہے۔ بسم اللہ زیرے صاحب۔ Floor is with you۔

نصر اللہ خان زیرے:- Thank you Madam Speaker۔ میں وزیر اعلیٰ صاحب اور دیگر ہمارے جتنے بھی پارلیمانی پارٹی کے لیڈران ہیں۔ میں اُنکی توجہ چاہتا ہوں کہ جب 18 ویں ترمیم ہوئی تو

بہت سارے subjects devolve ہو گئے۔ اور اُس میں بہت ساری ہم نے قانون سازی بھی کی ہے اس حوالے سے۔ لیکن کچھ ایسے subjects ہیں جو ابھی تک تشنہ طلب ہیں۔ اُن پر ہمیں کام کرنا چاہیے۔ سب سے بڑھ کر میڈم اسپیکر! کہ کچھ ایسے ادارے ہیں جس طرح وفاق میں ہیں۔ یہ poverty alivation کا ادارہ جو ہے اُس میں اُنہوں نے جتنی بھی فنڈنگ آتی ہے۔ وہ وفاق میں ہی ہوتی ہے۔ لیکن ہمارے صوبے کو اُس حوالے سے وہ بجٹ نہیں ملتا۔ جبکہ اس وقت ملک میں جو غربت کا تناسب ہے، وہ سب سے زیادہ ہمارا province ہے۔ جس میں 52% - سندھ 33% ہے۔ خیبر پختونخواہ 20% ہے۔ پنجاب 19% ہے۔ اور میڈم اسپیکر! میں گزارش کروں گا وزیر اعلیٰ صاحب سے، بالخصوص وزیر قانون صاحب سے کہ اس حوالے سے وہ قانون سازی کریں۔ جس طرح پاکستان میں، وفاق میں پاکستان poverty alivation اُنکا تنظیم ہے۔ ہمیں بھی اس حوالے سے۔ اب جس طرح ہم نے Balochistan Education Foundation بنایا ہے۔ جس طرح ہم نے کچھ ادارے بنائے ہیں۔ لیکن اُس حوالے سے ہم نے زیادہ کام نہیں کیے ہیں۔ تو میں اس حوالے سے۔ چونکہ میں نے نہیں سمجھا مناسب کہ قرارداد لائی جائے اپنی حکومت سے۔ لیکن اس حوالے سے اگر وزارت قانون اس پر کام کریں تو بہتر ہوگا۔

میڈم اسپیکر:- جی سردار رضا صاحب۔

سردار رضا محمد بڑیچ (مشیر برائے وزیر اعلیٰ، محکمہ تعلیم، اعلیٰ ثانوی، کوالٹی):- میں ہاؤس کو یہ تسلی دلانا چاہتا ہوں کہ شاید ہم باقی صوبوں کے مقابلے میں قانون سازی میں شاید پیچھے نہیں ہیں۔ ہم نے کوئی 101 قوانین بنائی ہیں یا amendments لائے ہیں ہم۔ اور اسی طرح تقریباً 59 ہم نے مسودات کو قانونی شکل دی ہیں، اس عرصے میں جہاں یہ devolution ہوئی ہے۔ تو پنجاب کے مقابلے میں اگر اس کا مقابلہ کیا جائے تو شاید بہت ہی کم ہم پیچھے ہیں اس سے زیادہ پیچھے نہیں ہیں۔ کوئی 23 ہماری ایسے legislation ہیں جو مختلف departments کے پاس پڑی ہوئی ہیں۔ جس کو ہم نے finalize کرنا ہے۔ اور دوا ایسے ہمارے قوانین ہیں، مسودات ہیں جسکو ہم نے کمیٹی کے سپرد کیا ہوا ہے۔ تو انشاء اللہ اگر ہم اس کو پیش کرتے ہیں تو یہ شاید ختم ہو جائیگا۔ میڈم اسپیکر سے بھی میری بات ہوئی تھی۔ چیف منسٹر صاحب سے بھی میری بات ہوئی تھی۔ ہم اس پر پیشرفت کر رہے ہیں۔ اور ساری departments کو ہم نے لکھا ہے کہ وہ ہمیں مسودات وغیرہ کے وہ دیدیں تاکہ ہم اُسکی wettings کریں۔ اور چیف منسٹر صاحب مہربان تھے۔ کل میں نے ان سے

ذکر کیا کیونکہ میں بھی یہ بات ہوئی۔ کیونکہ میں ہم نے ذکر کیا کہ ہمارے پاس چونکہ ایڈیشنل سیکرٹری اور ڈپٹی سیکرٹری کی ہمیں ضرورت پڑ رہی ہے law department میں۔ تو چیف منسٹر was kind enough کہ انہوں نے اسی وقت انکو approve کیا۔ تو انشاء اللہ ہماری legislation اور بھی تیز ہو جائیگی۔ تو ہم باقی صوبوں کے مقابلے میں کہیں بھی پیچھے نہیں رہیں گے۔ thank you میڈم۔

میڈم اسپیکر:- جی نواب صاحب۔

نواب ثناء اللہ خان زہری (قائد ایوان):- جس طرح منظور خان کا کڑ نے کہا۔ دوسرے ہمارے ساتھیوں نے، دوستوں نے کہا۔ تو ڈاکٹر صاحب صحیح کہتے ہیں کہ ہم drought یہاں پانچ پانچ، چھ چھ، سات، سات سال رہتی ہیں۔ تو بارشیں رحمت تو ہے۔ لیکن اکاؤنٹ واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ بہر حال میں اُس D.C کہوگا کہ وہاں پر جا کر دیکھ لیں۔ جہاں پر وہ casualties ہوئے ہیں۔ تو انکو ہم rehabilitate کریں گے انکو۔ باقی جتنے بھی districts میں نقصانات ہوئے ہیں۔ اُن کیلئے پہلے already میں آرڈر دے چکا ہوں۔ ابھی بھی میں D.G(P.D.M.A) ہے۔ انکو میں کہوگا کہ وہ وہاں پر D.C سے رابطہ کر کے وہاں پر سروے کریں۔ اور جو نقصانات ہوئے ہیں انکا ازالہ کریں گے۔ دوسرا آپ کا ہنہ روڈ ہے جو کینٹ سے شروع ہوتا ہے، ہنہ اوڈک کی طرف جاتا ہے۔ تو اُسکو بھی انشاء اللہ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اُس کو دورویہ بناؤں گا میں۔۔۔ (ڈیسک بجائے گئے)۔ تو ہم چاہتے ہیں کہ بلوچستان کے عوام کو بلا تفریق انکی ہم خدمت کریں۔ اور ہم جب یہاں سے جائیں تو لوگ اچھے نام سے ہمیں یاد کریں۔ اور ہماری خواہش بھی یہی ہے کہ جہاں پر بھی، پہلے بھی جو بارشیں ہوئی تھیں۔ اس دفعہ آپ نے دیکھا کہ bumper crops پیدا ہوئی ہیں میڈم اسپیکر! پورے بلوچستان میں۔ وہ صرف اس وجہ سے ہوئی ہیں کہ بلوچستان میں time پر بارشیں ہوئی ہیں۔ تو چھوٹے موٹے واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن ہمیں یہ نہیں دُعا کرنی چاہیے کہ بارشیں نہیں ہوں۔ کیونکہ جب بارشیں نہیں ہوتی ہیں تو پھر بھی ہم روتے ہیں۔ پھر سب سے، کریم نوشیروانی نکل گئے ہیں تو سب سے زیادہ کریم نوشیروانی کہتے ہیں کہ 3 لاکھ اونٹ خاران میں مر گئے ہیں۔ تو بارشیں ہوں گی اللہ کے فضل سے معاملات ہوں گے تو مال مویشی بھی اچھے ہونگے۔ تو انشاء اللہ جتنے بھی نقصانات ہوئے ہیں۔ میں آپکی توسط سے اور اس معزز ہاؤس کے توسط سے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جہاں جہاں۔ لیکن ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ آپ اپنے لوگوں میں awareness لائیں۔ یہاں پر 3 سال، 4 سال، 5 سال جو بارشیں نہیں ہوتی ہیں۔ اُسکے

بعد لوگ آکر نالوں کے اندر وہ گھر بنا لیتے ہیں۔ تو جب وہ نالوں کے اندر گھر بنا لیتے ہیں تو پھر اچانک سے جو flood کا پانی آتا ہے۔ fresh flood جو آجاتا ہے اس flood میں وہ بہہ کر چلے جاتے ہیں۔ تو یہ بھی پھر آپ لوگوں کی ذمہ داری بنتی ہے کہ اپنے لوگوں کو اگر آپ دیکھ رہے ہیں کہ وہاں پر نالوں کے اندر وہ گھر بنا رہے ہیں تو انکو روکیں اور انکو awareness دیں اس کیلئے۔ thank you جی۔

میڈم اسپیکر:- ولیم برکت صاحب۔ ڈاکٹر صاحب میں آپکو موقع دیتی ہوں۔ وہ پہلے کھڑے تھے۔

ولیم جان برکت:- شکر یہ میڈم اسپیکر صاحبہ۔ مشکور ہوں آپکا۔ اور میں تقریباً یہی بات کرنا چاہتا تھا جو ہمارے قائد ایوان نے بڑی تفصیل سے بتادی ہے۔ میں یہی گزارش کرنا چاہتا تھا۔ چونکہ کچھ علاقے رہ گئے تھے۔ جس میں میٹرو اور ڈکی کا علاقہ تھا وہاں بھی یہ تھے۔ لیکن قائد ایوان صاحب نے بڑی خوبصورتی سے بتادیا ”کہ تمام علاقہ جات جہاں جہاں بھی ایسے حادثات ہوئے ہیں۔ وہاں پر انکو relief دیا جائیگا“۔ شکر یہ۔

میڈم اسپیکر:- جی ڈاکٹر حامد اچکزئی صاحب۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی (وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، پی ڈی اے، پی ڈی اے، پی ڈی اے):

مہربانی میڈم اسپیکر صاحبہ۔ وہ منظور خان نے جو بات کی کچھ احتیاط سے رکھی۔ نواب صاحب کی بڑے مشکور ہیں کہ انہوں نے اسکوسپورٹ کیا۔ نواب صاحب کا توجہ چاہیے کہ وہاں پر فصلات کی تباہی ہوئی ہیں۔ وہاں پر ژالہ باری ہوئی ہیں۔ وہاں پر لوگ، جس طرح منظور خان نے کہا اپنے گھروں میں نہیں رہ رہے ہیں۔ تو emergency کے طور پر اگر P.D.M.A کو involve کریں۔ وہاں جا کر وہ D.C کے ساتھ P.D.M.A والا نمائندہ وہ اپنی رپورٹ لاکر دے دیں۔ emergency میں انکی مدد کی جائیں۔ اور اگر ہو سکیں نواب صاحب! ڈاکٹر مالک صاحب! آج میرے خیال میں وہ کبھی زیارتوال صاحب کے ساتھ پھنسے رہتے ہیں، کبھی آپکے ساتھ۔ ہمیں آپکی توجہ چاہیے کہ اگر PDMA کو آپ involve کر کے انکو بھیج دیں۔ اگر ہو سکیں آپ بھی visit کر لیں۔ ہم بھی ساتھ چلے جائیں گے ہنہ۔ کم از کم اس بہانے دیکھ لیں گے۔ منظور صاحب نے بڑے اختصار سے بات کی۔ لیکن نقصانات اس سے زیادہ ہیں۔

میڈم اسپیکر:- جی آغا لیاقت صاحب۔

آغا سید لیاقت علی:- شکر یہ میڈم اسپیکر! میں وزیر اعلیٰ صاحب کا، ڈاکٹر مالک صاحب کا اور باقی

منسٹر صاحبان کا ایک اہم مسئلے کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ کچھ تحصیل اسب تحصیل بنانے کیلئے ہم نے کچھ

documents provide کیئے تھے۔ پھر اُس پر سروے بھی ہوا تھا۔ پھر اُس پر، خاص کر کھلی کر بلا کا ذکر کروں گا۔ تین سال سے اُس پر کام ہو رہا تھا۔ اور end پر آ کر اُس پر ایک جب میں نے فائل دیکھا تو اُس پر یہ اعتراض لگایا گیا تھا کہ چونکہ Sensus ہو رہی ہے۔ تو during the sensus کوئی وہ changes نہیں ہوں گی۔ آپ میرے خیال میں محترم چیف منسٹر صاحب sensus تو postpone ہو گئی ہیں کچھ عرصے کیلئے۔ تو اُن فائلوں پر براہ مہربانی آپ ایک special order کریں اور اُن کو منگوائیں۔ اگر ضروری ہو تو اُس پر آپ مہربانی کر کے آرڈرز کریں۔ کیونکہ نئے units بڑھنے بڑی ضروری ہیں۔ میں اپنے گاؤں کا ذکر کروں گا۔ اسوقت میرے گاؤں پر تقریباً چار طرف سے roads آرہے ہیں۔ پکے roads بن گئے ہیں۔ اور میرے ہی گاؤں میں اس گزشتہ ڈیڑھ سال میں کوئی تین چار لیویز والے شہید کیئے گئے ہیں۔ چوروں نے یاد ہشتگردوں نے۔ یا جو بھی آپ کہیں۔ تو اس سلسلے میں ہمیں protection چاہیے۔ ہمارے علاقے کو protection چاہیے۔ ہم یہ چاہتے ہیں، ہم قانون سے آگے نہیں بڑھنا چاہتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر D.C نے یا کمشنر نے یا انہوں نے یہ رپورٹ دی ہے کہ تحصیل ضروری ہے وہاں پر۔ تو پھر یہ مہربانی کر کے اسکو تحصیل بنایا جائے۔ ایک، دو اشخاص کی انا کا مسئلہ نہیں بننا چاہیے کہ یہ ہمارے through کیوں نہیں ہوا ہے؟ تو وہ نہیں ہونا چاہیے۔ تو میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ اس پر غور کیا جائے اور اسکو دیکھا جائے۔

قائد ایوان:- Thank you میڈم اسپیکر۔ اجازت ہے مجھے۔

میڈم اسپیکر:- جی جناب۔

(قائد ایوان):- Thank you Madam Speaker. آغا صاحب! دیکھیں یہ

پالیسی بنانی ہے ہم نے۔ ہم اس وقت مخلوط گورنمنٹ چلا رہے ہیں۔ اور اسمیں تین پارٹیوں کا مخلوق گورنمنٹ ہیں coalition partners ہیں، نیشنل پارٹی ہے، پشتونخواہ میپ ہے اور مسلم لیگ (ن) ہے، مسلم (ق) بھی اس میں شامل ہیں۔ وحدت المسلمین بھی شامل ہے۔ لیکن main جو بڑی پارٹیاں ہیں وہ یہ تین پارٹیاں ہیں۔ اس پر ہم آپ کے لیڈر شپ کیساتھ میں بات کروں گا اُن کے ساتھ اور اُن کو وہ پالیسی دینگے اُس حوالے سے ہم اسکو وہ کریں گے۔ کیونکہ اس میں پھر throughout بلوچستان کی طرف ہم نے جانا ہوگا اُس طرف دیکھنا ہوگا۔ اگر ایک ایک کر کے چلتے گئے تو پھر ہم آگے جا کے مسائل پیدا ہونگے پھر اُس لیڈر شپ کو، نیشنل پارٹی

کے لیڈرشپ کو، پشتونخوا میپ کے لیڈرشپ کو confidence میں لے کے پھر ہمیں یہ کرنا ہوگا۔ تو انشاء اللہ ہم اسکو کرنے کے حق میں ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہاں پر اگر districts بنانے چاہیے تو وہ بھی بننے چاہیے۔ ڈسٹرکٹ بھی بننے چاہیے۔ کیونکہ ایسے بڑے بڑے ڈسٹرکٹ ہیں، جہاں پر اُسٹیمیں 45 ہزار 45 ہزار square kilometer پر ہیں، ایسے تحصیل ہیں بہت سارے تحصیل جو پانچ، پانچ ہزار اور چھ، چھ ہزار square kilometer پر ہیں میڈم اسپیکر۔ لیکن یہ ہے کہ throughout بلوچستان کیلئے ہمیں پالیسی بنانی ہوگی۔ کہاں پر، کہاں، کس کس جگہ ہم ڈسٹرکٹ بنائیں۔ Thank you۔
میڈم اسپیکر:- جی غلام دستگیر بادی صاحب۔

حاجی غلام دستگیر بادی:- شکر یہ میڈم اسپیکر! ڈاکٹر مالک صاحب جو CM تھے تو انہوں نے نوشکی کیلئے ہمارے احمد وال کیلئے اعلان بھی کیا تھا لیکن وہ تحصیل ہمیں ملا ہی نہیں۔ تو نواب صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، ہمارے پارلیمانی لیڈر ہیں چیف منسٹر بلوچستان۔ تو ہمارا نواب صاحب سے گزارش یہ ہے کہ ضلع نوشکی 1905ء سے 2004ء تقریباً 99 years ہمارا نوشکی ڈسٹرکٹ چاغی کا ہیڈ کوارٹر ہوا کرتا تھا۔ ابھی ایک ہی تحصیل پر ہم مشتمل ہیں ڈسٹرکٹ چاغی ہم سے علیحدہ ہو گیا، ضلع نوشکی کی آبادی میڈم انتہائی زیادہ ہے اور ضلع نوشکی ہماری ایک ہی ضلع ہے نواب صاحب! ایک ہی تحصیل ہے۔ ابھی ہماری گزارش یہ ہے کہ sensus کی وجہ سے ہم نے سننا یہی ہیں کہ انہوں نے سارا stop کروایا ہے۔ ایک ہمارا نواب صاحب سے request بھی ہے کہ ہمیں کم از کم نوشکی ایک تحصیل ہے، ہمارے ایک ہی تحصیل ایک ہی ڈسٹرکٹ پر ہے تو ہمیں مل احمد وال پر ایک ہی تحصیل اور ڈاک انام بوستان پر ایک تحصیل دیا جائے۔ میرے خیال میں شاید میں کہوں گا کہ بلوچستان میں نوشکی وہ واحد ضلع ہے جو ایک ڈسٹرکٹ ہے اور ایک تحصیل بھی ہے تو اس کے لئے میری request ہے۔

میڈم اسپیکر:- جی محمد خان لہڑی صاحب۔

حاجی محمد خان لہڑی:- شکر یہ میڈم اسپیکر۔ نواب صاحب میرے خیال میں پانچ یا چھ ماہ پہلے یہاں پر ایک قرارداد لایا گیا تھا لوکل پولیس ایکٹ کا تھا۔ اور اس میں اُس وقت ڈاکٹر مالک صاحب CM تھے تو ہم منسٹر نے کہا تھا کہ ہم اس پر قانون سازی کریں گے۔ اور یہاں پر لے کر کے آئیں گے۔ تقریباً 8 یا 6 ماہ ہو گئے نہ اس پر قانون سازی ہوا ہے اور نہ وہ قرارداد کو اسمبلی میں لایا گیا ہے۔ نواب صاحب بیٹھے ہوئے ہیں مہربانی کریں اس

پر Home minister کو احکامات جاری کریں تاکہ اس پر قانون سازی کریں اور اس قرارداد کو اسمبلی میں لایا جائے تاکہ پاس ہو جائے۔

میڈم اسپیکر:- نواب صاحب! اس پر آپ کچھ کہنا چاہیں گے۔ نواب صاحب! محمد خان لہڑی صاحب نے کوئی point اٹھایا ہے آپ اس پر کچھ کہنا چاہیں گے۔

نواب ثناء اللہ خان زہری (قائد ایوان):- اس پر میڈم اسپیکر! دیکھ لیتے ہیں اس پر کمیٹی بنائیں گے اس پر کیونکہ اس میں فیڈرل گورنمنٹ کی بھی opinion یعنی ہوگی ہمیں اس پر، کہ وہ کیا کہتے ہیں اس پر۔ تو اس کو دیکھ لیں گے۔ ویسے اس کے حق میں ہمارے جتنے بھی coalition partners ہیں، پارلیمانی لیڈر ہیں ہم سب اس کے حق میں ہیں کہ اس کو ہونا چاہیے۔ قانون سازی کا محکمہ اُس وقت میرے خیال میں رحیم زیا رتوال صاحب کے ساتھ تھا۔ رحیم صاحب! آپ کے ساتھ تھا پارلیمانی افیئرز کی منسٹری، عبدالرحیم صاحب آپ نے اس پر کوئی قانونی سازی کی ہے؟۔ اُس نے اس پر قانون سازی نہیں کی ہے۔ مجھے کیونکہ آج بتایا گیا ہے شاید انہوں نے کہا کہ اسمبلی سے پاس ہوئی ہے۔ اچھا قرارداد pass ہوئی ہے۔ اس کو دیکھ لیں گے میڈم اسپیکر۔

میڈم اسپیکر:- ٹھیک ہے۔ اب اسمبلی کا اجلاس بروز ہفتہ مورخہ 14 مئی 2016ء بوقت شام 4:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 5 بجکر 40 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)